ماہنامہ

رائے بریلی

پیام عرفات

OCT 12

مرکز الإمام أبي الحسن الندوي

دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

₹10/-

مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کی حرمت

﴿وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (حج:۲۵) (اور جو کوئی بھی (حرم کے اندر) کسی بے دینی کا ارادہ ظلم سے کرے گا ہم اسے عذاب دردناک چکھائیں گے۔)

یہ قرآن مجید کا مستقل معجزہ اور خدا کے علم محیط وازلی کی ایک نشانی ہے، چھٹی ساتویں صدی عیسوی تک متمدن دنیا بالخصوص جزیرۃ العرب کو صرف ایک ہی خطرہ اور ایک ہی طرح کے حملہ کا تجربہ تھا اور وہ میدانی جنگ کا خطرہ اور کھلے ہوئے فوجی حملہ کا تجربہ تھا، اس کا ایک نمونہ اسی مقدس سرزمین نے ابرہہ کی لشکرکشی اور اصحاب فیل کی فوجی پیش قدمی کی صورت میں دیکھا جس کو اللہ تعالی نے بری طرح سے پسپا اور ناکام بنادیا اور اس کے بارے میں ایک پوری سورۃ (سورۃ الفیل) نازل فرمائی لیکن اس بلد امین بیت اللہ اور مرکز عالم کے خلاف گہری سازشوں معنوی تحریفات اور ملحدانہ منصوبہ بندیوں کا کوئی تجربہ تھا لیکن اس علیم خبیر خدا نے جس نے یہ آخری کتاب نازل کی اس کی طرف سے بھی آگاہی دے دی کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے اور اس سے بھی خبردار رہنا چاہیے اور اس کی سزا اور انجام بھی بتادیا کہ ﴿نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ اللہ تعالی نے اس گھر کی تعریف میں "قِيَامًا لِلنَّاسِ" فرمایا ہے، جو ایک بہت عمیق اور وسیع لفظ ہے۔ اس کی وسعت و معنویت کی تشریح وترجمانی مشکل ہے۔ اس مطلب یہ ہے کہ مستقبل انسانیت اور امن عالم کے بہت سے انتظامات اور اس کی ضمانتیں اس بیت عتیق سے وابستہ ہیں اور جب تک یہ اس عظمت و حرمت اور تحفظ و تقدس کے ساتھ قائم ہے انسانیت کے روحانی اور معنوی مفادات ہیں جو اس تقدس و تحفظ پر دست اندازی کرے گا اور اس مرکز توحید و عبادت و حفاظت انسانیت کو اپنے اغراض اور اپنے اقتدار اور قیادت کی بازی گاہ اور میدان بنائے گا۔ اس کو اللہ تعالی خائب خاسر بنادے گا۔

یہیں سے (پرانے محاورں کی مطابق) (ایک پرتاب تیر کے فاصلہ) سردار قریش اور جد رسول عبدالمطلب نے حملہ آور ابرہہ سے کہا تھا کہ "ان للبيت ربا يحميه" (اس گھر کا بھی ایک مالک و پاسبان ہے جو اس کی حفاظت کرے گا) یہ اس وقت بھی ایک حقیقت اور امر واقعہ تھا جس کا ظہور ہوا اس وقت بھی ہے اور قیامت تک بھی رہے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ بیت اللہ کا احترام اور مدینہ طیبہ سے عقیدت و محبت اسلامی شعور ایمان اور اسلام سے وابستگی کا ایک نشان اور اس کی ترقی و نقص کو معلوم کرنے کے لیے مقیاس الحرارت (Barometer) کا کام دیتا ہے، جب تک ان دونوں مقامات سے مسلمانوں کا والہانہ تعلق اور قلبی و جذباتی لگاؤ ہے اور ان دونوں محبوب و محترم مقامات پر کسی کی غلط نگاہ پڑنے کے روادار نہیں اس وقت تک ان کا رشتہ اسلام سے مستحکم اور ان کا دین محفوظ ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

(قرآنی افادات: ص-۴۲۱/۴۲۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

پیام عرفات

رائے بریلی

اردو اور ہندی میں ایک ساتھ شائع ہونے والا

جلد نمبر ۳/۴ | اکتوبر ۲۰۱۲ء – ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ | شمارہ نمبر ۱۰/۴

فہرست مضامین

قوت واخلاق کا عدم توازن........................ ۲

........................بلال عبدالحی حسنی ندوی

تمنادیار حبیبؐ کی........................ ۳

........................مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ

حج حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کی یادگار........................ ۵

........................مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ

مسلمانوں کے عالمی مسائل اور مسلم ممالک کی ذمہ داریاں........................ ۷

........................مولانا سید محمد واضح رشید ندوی

لبیك اللّٰهم لبیك........................ ۹

........................مولانا سید جعفر مسعود حسنی ندوی

احرام باندھنے کا طریقہ اور اس کے ممنوعات........................ ۱۱

........................مفتی راشد حسین ندوی

حج کے پانچ دن........................ ۱۴

........................محمد احسن عبدالحق ندوی

دو عظیم نعمتیں........................ ۱۵

قیامت کی چند نشانیاں........................ ۱۷

آپ کے دینی سوالات اور ان کے جوابات........................ ۱۸

مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی – ایک لمحہ فکریہ........................ ۱۹

........................محمد نفیس خاں ندوی

Dare Arafat Abul Hasan Ali Nadwi Center

دار عرفات — مرکز الامام أبي الحسن الندوي

سرپرست

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ

(صدر، دار عرفات)

نگراں

مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ

(جنرل سکریٹری، دار عرفات)

مجلس ادارت

بلال عبدالحی حسنی ندوی

مفتی راشد حسین ندوی

عبدالسبحان ناخدا ندوی

محمود حسن حسنی ندوی

محمد حسن ندوی

معاون ادارت

محمد نفیس خاں ندوی

فی شمارہ: ۱۰ روپے سالانہ: ۱۰۰ روپے

www.abulhasanalinadwi.org

Fax: 0535-2211386

Mail: markazulimam@gmail.com

مرکز الامام أبي الحسن الندوي دار عرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی (یوپی) ۲۲۹۰۰۱

پرنٹر پبلشر محمد حسن ندوی نے ایس۔اے۔آفسیٹ پرنٹرس، مسجد کے پیچھے، پھاٹک عبداللہ خاں، سبزی منڈی، اسٹیشن روڈ، رائے بریلی سے طبع کرا کر دفتر "پیام عرفات" مرکز الامام أبي الحسن الندوي، دار عرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی سے شائع کیا۔

قوت واخلاق کا عدم توازن

بلال عبدالحی حسنی ندوی

پروفیسر جوڈ لکھتا ہے کہ علوم طبعی نے ہم کو وہ قوت بخشی جو دیوتاؤں کے شایان شان تھی، لیکن ہم ان کو بچوں اور وحشیوں کے دماغ سے استعمال کر رہے ہیں۔ یہ امریکہ و یورپ کی وہ تصویر ہے جو خود ان کے گھر کے ایک مبصر نے پیش کی ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے مفکرین جن کے افکار ونظریات پر ان کی پوری عمارت قائم ہے، ان مفکرین کا اخلاق وانسانیت سے دور دور کا واسطہ نہیں رہا، ان کا موضوع انسان کا جسم اور اس کی ضروریات ہیں، اس کے دھڑکتے ہوئے دل اور اندر کی ضرورتوں کی طرف کبھی ان کی نگاہ بھی نہیں جاتی، اور نہ وہ ان قدروں سے واقف ہیں، یورپ وامریکہ کے مشینی نظام نے انسان کو بھی صرف ایک مشین سمجھا ہے، اس سے آگے سوچنے کی شاید وہ صلاحیت ہی نہیں رکھتے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف قوت وطاقت میں اور سائنسی ترقیات میں وہ آسمان سے باتیں کر رہے ہیں تو دوسری طرف اخلاق اور انسانی قدروں میں وہ پوری طرح نل (Nil) نظر آتے ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں: "ہمیں ماننا پڑے گا کہ ہماری جدید تہذیب اور موجودہ فکری قیادت معاشرہ انسانی کی ذمہ داریاں سنبھالنے والے افراد تیار کرنے اور انسان کی سیرت سازی میں بری طرح ناکام رہی ہے، وہ سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر سکتی ہے، وہ خلا میں سفر کرنے والے محفوظ اور سریع السیر آلات تیار کر سکتی ہے، وہ ذراتی طاقت سے بڑے بڑے کام لے سکتی ہے، لیکن وہ صالح اور صاحب یقین افراد پیدا کرنے سے بالکل عاجز ہے، اور یہی اس کی سب سے بڑی ناکامی اور بدقسمتی ہے، اور اسی وجہ سے صدیوں کی محنتیں ضائع اور برباد ہو رہی ہیں، اور ساری دنیا مایوسی اور انتشار کا شکار ہے۔"

دوسری طرف اس کے بعض اصولوں میں ایسا کھلا تضاد نظر آتا ہے جس کی کوئی توجیہ ممکن نہیں، ایک "آزادی" ہی کو لے لیجیے، حقیقت میں اس سے صرف ایک طبقہ کی آزادی مراد ہے، اور اس کے نظام کی عالمی سطح پر ترویج واشاعت مقصود ہوتی ہے، اگر کسی یورپین ملک میں کوئی مسلمان طالبہ کالج میں پردہ کے ساتھ جانا چاہے تو یہ جرم ہے، وہاں اسی آزادی کا آسانی کے ساتھ خون کر دیا جاتا ہے، اور اگر کوئی برہنہ سڑک پر نکل آئے اور کوئی روکنا چاہے تو اس کو روکنے کی اجازت نہیں، اس لیے کہ یہ آزادی رائے کے خلاف ہے۔ یہ دوغلی پالیسی اس وقت پورے امریکہ و یورپ میں چل رہی ہے اور دنیا کی قومیں اس چکی میں پسی جا رہی ہیں۔

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ نے چونکہ اخلاق وانسانیت کا بلند سطح سے انسانوں کو سبق دیا ہے اس لیے یورپ وامریکہ کے دماغ میں یہ مذہب کانٹے کی طرح چبھتا ہے، اور وہ اس کو اپنے جانوروں والے طریقۂ زندگی میں ایک رکاوٹ سمجھتے ہیں، اس لیے ان کو تیشہ چلانے میں کوئی باک نہیں ہوتا، اور اس میں ان کی جہالت کا عالم یہ ہے کہ وہ ایسی باتیں اسلام کی طرف یا پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کو صرف ایک جاہل آدمی ہی منسوب کر سکتا ہے، جس کا اسلام اور سیرت طیبہ کا ادنیٰ مطالعہ نہ ہو۔

یہ سلسلہ نیا نہیں ہے، دشمنان اسلام کی تاریخ اس سے بھری ہوئی ہے، سورج پر تھوکنے والے کا تھوک خود اس کے منہ پر آتا ہے لیکن حیرت اس پر ہے کہ ایک طرف بلند بانگ دعوے ہیں اپنی شرافت کے، اور اصول پسندی کے، اور دوسری طرف ذلت ورسوائی کے وہ طریقے ہیں جو وہ عملی طور پر اختیار کرتے ہیں، اور ان کا وہ نہایت گھٹیا طرز عمل ہے جس کے نتیجہ میں کوئی بھی دل رکھنے والا، شرافت وانسانیت سے ادنیٰ تعلق رکھنے والا بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، اور جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو ان کا ایک ایک فرد دربار نبوت کا ادنیٰ غلام ہے، وہ وہاں کی خاکروبی کو ہزار سلطنتوں سے بہتر جانتا ہے، اس کے سامنے جب ایسی گندی باتیں آتی ہیں تو اس کے بعد کیا کچھ ممکن نہیں، یہ سوچنا بھی مشکل ہے اور روکنا بھی مشکل ہے!!

مولانا سید محمد ثانی حسنی ندویؒ

تمنا دیارِ حبیبؐ کی

دنیا میں کون ہے جس کو کوئی نہ کوئی تمنا بے چین نہ کرتی ہو جس کے دل میں کسی نہ کسی خواہش کا بسیرا نہ ہوتا ہو جب تک زندگی قائم ہے خواہشات وتمناؤں کا ہجوم رہتا ہے اور پھر خواہشات کیسی دولت کی عزت کی، مال کی، حکومت کی، ترقی وخوش حالی کی، قوت وغلبہ کی، صحت وعافیت کی غرض کہ سیکڑوں تمنائیں، آرزوئیں مچلتی رہتی ہیں۔

ایک مردمومن کے لیے ایک محبت وعشق کے مارے ہوئے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا تمنا ہوگی کہ اس کو دیارِ حبیبؐ میں زندگی کے چند دن مل جائیں اور وہ اس کی خاک پاک کا پیوند ہوجائے کیا یہی تمنا کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں نہیں مچلتی کیا کسی مسلمان کا دل اس خواہش سے خالی ہے کیا مدینہ کے نام سے آنکھوں میں چمک، دلوں میں مسرت نہیں پیدا ہوتی کیا اللہ کیا پیارے نبیؐ (ہم سب کی جانیں قربان ہوں) کا نام نامی سن کر فدا ہوجانے کو جی نہیں چاہتا؟

کیا کروڑوں کیا ہزارہا کروڑ مسلمانوں اور فداہ ابی وامی کے فدائیوں نے اسی حسرت میں جان تک نہیں دے دی؟ کیا اس کے ہجر وفراق میں دفتر کے دفتر سیاہ نہیں ہوئے اس سے کون انکار کرسکتا ہے، کیا لاکھوں شعراء کے دیوان، ہزاروں اہل قلم کے مضامین، لاکھوں بے زبانوں کی بے زبانی، کروڑوں آنکھوں کے آنسو اور اربوں دلوں کی حسرتیں اس فدائیت وجاں نثاری کا ثبوت نہیں ہیں، اور اسی خواہش میں ان گنت مسلمانوں نے تڑپ تڑپ کر دم نہیں توڑ دیا وہ مدینہ پاک جس کے ذرّہ ذرّہ کو دنیا میں سب سے بڑے سب سے افضل، سب سے بہتر رحمت عالم، شفقت مجسم، حضرت محمد روحی فداہ نے اپنے قدم سے نوازا وہ مدینہ جس کی فضائیں ابھی تک محبوب رب العالمین کے مبارک اثرات کو اپنے بازوؤں میں سمیٹے ہیں، وہ مدینہ پاک جو سرورکائنات کے جسمِ اطہر کا امین ہے، جو مہبط وحی ہے جس کے دامن میں محبوب اور محبو کے محبوبوں کی آرام گاہیں ہیں، کیوں نہ اس پر مرنے اور دفن ہونے کی ہر مومن کی تمنا ہو، وہ مدینہ اس قابل ہے کہ اس کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے، جس کے کانٹے سارے جہاں کے پھولوں سے بہتر جس کا ذرّہ ذرّہ مہرتاباں، جس کی فضائیں معطر اور مشکبار ہیں اس کا پلہ ساری دنیا سے بھاری ہے۔

خاک یثرب از دو عالم خوش تراست
اے خنک شہرے کہ آنجا دبراست

اس حقیقت کو وہ لوگ کیا جانیں جن کے دل محبت وعشق کے سرمایہ سے خالی ہیں۔ جن کی آنکھیں خشک ہوچکی ہیں جن کو دنیا کی ہوس پرستی سے فرصت نہیں، جو قومیت ووطنیت کے کنوؤں کے مینڈک بنے ہیں، جن کو اپنے بزرگوں، اپنے رہنماؤں اور مذہب سے کوئی لگاؤ اور تعلق نہیں ہے، جو مادیت ہی کے پرستار ہیں جو ہر چیز کو عقل کی ناپ سے ناپتے ہیں اور جن کا دل پتھر ہے۔

ہر ایک کو اپنا وطن محبوب ہوتا ہے، لیکن محبوب کے وطن پر لاکھوں وطن قربان، محبوب کی عزت پر ہزاروں عزتیں نثار، محبوب کے اشاروں پر کروڑوں جانیں فدا۔ محبوب کے وطن کی خاک پر خشکی وتری کا ذرّہ ذرّہ اور قطرہ قطرہ نثار۔

کوچۂ جاناں کا ہر ذرہ چراغ طور ہے

کون ایسی مسلمان آنکھ ہے جو دیارِ محبوب کے فراق میں آنسو نہ بہاتی ہو، کون ایسا مومن دل ہے جو اس کے ہجر میں نہ تڑپتا ہو، کون ایسا جسم ہے جو خاک مدینہ کی گود میں سونا نہ چاہتا ہو، اگر شہیدیؔ نے یہ تمنا کی تو کیا بیجا کی، کیا مبالغہ سے کام لیا، جو کہا حقیقت کہا، صرف اپنی تمنا کا اظہار نہیں کیا، بلکہ ہر ہر مسلمان کے دل کی ترجمانی کی ۔

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی اس تمنا کو پالیں، کہتے ہیں کہ شہیدیؔ نے یہ تمنا کی خدا نے ان کو حج وزیارت سے نوازا اور صرف نوازا ہی نہیں، بلکہ تمنا کا حرف حرف پورا کیا، ادھر انہوں نے مدینے میں قدم رکھا، نظر گنبد خضرا پر پڑی اور روح جسم سے آزاد ہوگئی اور گنبد خضرا کے درختوں پر اپنا مسکن بنایا اور دین ودنیا کی دولت لوٹ لی۔ عشق ومحبت اس کو کہتے ہیں، ان کی خوش بختی کا کیا ٹھکانا جو پیارے حبیبؐ کے قدموں تلے چند دن گزار دیں، کبھی روضہ نبویؐ کے سامنے حاضر ہوں، سر نیاز جھکا کر اپنی بپتا سنائیں آنسو بہائیں، سلام پڑھیں درود بھیجیں اور زبان حال سے کہیں۔

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بے تاب دل اک

کبھی جنت کی کیاری میں جا کر سربسجود ہوں، کبھی محراب نبویؐ میں جا کر اس مقام پر اپنا سر ٹکیں، جہاں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک رہتے تھے، اس خاک پاک کو اپنے آنسوؤں سے تر کریں، کبھی ستون عائشہ کو تھامیں، کبھی ستون ابولبابہؓ کو پکڑیں، کبھی منبر کے سامنے گریہ وزاری کریں، کبھی روضۂ جنت میں بیٹھ کر حجرہ نبویؐ کی زیارت کریں، صحن حرم کے سنگریزوں پر بیٹھ کر نعت وسلام کے تحفے پیش کریں، غرض کہ کبھی اس در پر کبھی اُس در پر، کبھی صحن میں کبھی دالان میں عشق ومحبت کی تصویر بن کر شب وروز عبادت میں مشغول رہیں، وہ وقت کتنا پُر کیف ہوتا ہوگا، جب کوئی عین تہجد کے وقت جب ہر ایک نماز میں مشغول ہوتا ہے، مواجہہ شریف کے سامنے جائے تنہائی کا وقت محبوب کا سامنا کوئی سننے والا نہیں، ہنتشار کوسوں دور۔

ہم ہی ہم ہوں تری محفل میں کوئی اور نہ ہو

ہے کوئی اس سے بڑھ کر لذت کا وقت دل کی بھڑاس نکالنے کا وقت اور پھر جب اس دیارِ پاک میں زندگی کے دن بھی پورے ہوں اور اس خاک پاک کا پیوند نصیب ہو اور ہمیشہ ہمیش کے لیے رحمت کے سایہ میں آرام ملے، جوار کیسا محبوب رب العالمین کا، ابوبکرؓ وعمرؓ کا، بڑے بڑے صحابہؓ کا، بڑے سے بڑے اولیاء واصفیاء کا، ازواج مطہرات کا، بنات طیبات کا اور نہ معلوم کن کن بزرگوں کا یہ حسرت کتنی مبارک ہے، یہ تمنا کتنی مکمل ہے، یہ خواہش کتنی عزیز ہے، یہ آرزو کتنی بابرکت ہے ہر دل میں گھر کرنے کے قابل، ہر زبان پر آنے کے لائق، ہر مسلمان کی خواہش، ہر فدائی کی آرزو، محبت وعشق کا سرمایہ، ایمان ویقین کا ماحصل، کہنے والے نے کیا کہا، ہر ٹوٹے دل، پرنم آنکھیں، ہر زبان کی ترجمانی کی ۔

تمری دوریا کیسے چھوڑوں
تم سے توڑوں تو کس سے جوڑوں
تمری گلی کی دھول بٹوروں
تمری نگریہ میں دم بھی توڑوں
جی کا اب ارمان یہی ہے
آٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہٗ

حج
حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کی یادگار

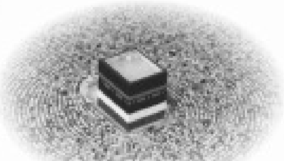

حج کا زمانہ ایمان و یقین کی اعلیٰ یادگار کا زمانہ ہے، وہ ایمان والوں کے لیے بڑا سبق ہے کہ وہ اپنی جان و مال کی خواہش کو اپنے رب کی رضا طلبی میں کس طرح دبائیں اور اپنے رب کی اطاعت میں اپنی راحت اور اپنی خواہش کو کس طرح قابو کریں، اس کی اعلیٰ مثال اللہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کے واقعات کی صورت میں بیان کی ہے، یہ یادگار اس عمل کی ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے آخری درجہ کی قربانیاں دے کر تاریخ میں مثال قائم کردی، اللہ کیلیے انہوں نے مختلف انداز کی تین زبردست قربانیاں دیں جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، پہلی قربانی تو انہوں نے اس وقت دی جب انہوں نے اپنی بت پرست قوم کو توحید کی طرف بلایا، ان کی قوم حتّٰی کہ باپ نے بھی سخت رویہ اختیار کیا، اور سختی کے طریقہ اختیار کیے، انہوں نے تکلیفیں برداشت کیں اور جب وہ اپنی توحید کی دعوت پر قائم رہے تو انہیں دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دینے کا فیصلہ کیا انہوں نے اس کو بھی قبول کیا لیکن اپنی دعوت توحید سے نہیں ہٹے، آگ میں جلنے کیلیے بھی تیار ہو گئے، اللہ نے ان کی ہمت اور قربانی ان کو جلنے سے بچالیا اور وہ اس طرح کہ اس قادر مطلق نے آگ کو روک دیا اور وہ جلنے سے محفوظ رہے لیکن جلنے کیلیے تیار ہوکر آگ میں داخل ہونے تک کی قربانی دیدی۔

پھر کچھ مدت بعد اللہ نے ان کے ایمان اور طاعت الٰہی کا دوسرا امتحان لیا اور وہ اس طرح کہ جب ان کی بڑی عمر اور انتظار کے بعد بچہ پیدا ہوا، بہت خوبصورت پیارا بچہ جو اپنی والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اس بچہ کو اور اس کی ماں کو ایسی جگہ چھوڑ آئیں جہاں نہ پانی ہے نہ کھانا، نہ سبزہ ہے نہ درخت، نہ آدم ہے نہ آدم زاد، وہ اس کے لیے بھی تیار ہو گئے اور جتنی زادراہ اور غذا لے جاسکتے تھے اس کو ساتھ لیا اور اپنی بیوی اور ان سے پیدا ہوئے شیر خوار بچہ کو لے جا کر مکہ کی بے آب و گیاہ اور غیر آباد وادی میں چھوڑ دیا، جب واپس جانے لگے ان کی اہلیہ بچہ کی ماں حضرت ہاجرہ نے پوچھا: آپ ہم کو یہاں کس کے بھروسہ چھوڑے جارہے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کا یہی حکم ہے میں اس کے بھروسہ پر تمہیں یہاں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ اس طرح انہوں نے بیوی اور بچہ کو خطرہ میں ڈال کر چلے آنے کی قربانی بھی ادا کردی اور اللہ کے حکم پر بیوی کو اور بیٹے کو ایسے حال میں لیجا کر چھوڑ دیا کہ بظاہر وہاں زندہ رہنا مشکل تھا اور چھوڑ کر واپس آگئے، ساتھ میں جو کھانا پانی تھا وہ ان کی بیوی اور بچہ کے لیے چند دن کام آیا، پھر جب زادراہ ختم ہوگیا پانی بھی نہ رہا اور بچہ جاں بلب ہوگیا تو حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں قریب کی پہاڑیوں صفا و مروہ پر چڑھ چڑھ کر دیکھتی تھیں کہ کہیں پانی نظر آئے، لیکن وہاں پانی کہاں تھا جو نظر آتا، بس اللہ کو ان کا امتحان مقصود تھا اور وہ امتحان دے کر کامیابی حاصل کر چکے تھے اس لیے اللہ تعالٰی کی طرف سے مدد آئی، حضرت جبرئیل کو حکم ہوا انہوں نے بچہ کی ایڑیوں کے پاس آکر ایک چشمہ جاری کردیا جو زمزم کہلایا، اس طرح سے اللہ نے ان کے زندہ رہنے کا انتظام کردیا، ان ہی دنوں میں یمن کا ایک قافلہ وہاں قریب سے گذر رہا تھا وہ بھی پانی کی تلاش میں تھا کچھ افراد نے پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر اندازہ لگایا کہ یہاں پانی ہوسکتا ہے، لہذا پانی کی تلاش میں وہ ادھر آنکلے اور حضرت ہاجرہ سے اجازت طلب کر کے وہیں سکونت پذیر ہوگئے، پھر بعد میں

جب حضرت اسماعیلؑ بڑے ہوئے تو اسی قبیلہ جرہم کی ایک خاتون سے ان کی شادی ہوئی، اور اس طرح یہاں تھوڑی آبادی ہوگئی۔ اور ان لوگوں کیلیے اللہ کی طرف سے کھانے پینے کے کچھ ذرائع ہوگئے، انتظام ہوگیا پانی زمزم سے ملتا تھا اور کھانے کے لیے جو غذا ہوسکتی تھی وہ دستیاب ہوجاتی تھی، بیوی اور شیر خوار بچہ کو اس بے آب وگیاہ صحراء میں چھوڑنے کے بعد دوسرے سال حضرت ابراہیمؑ دریافت حال کے لیے آئے کہ دیکھیں دونوں کا کیا حال ہے؟ دیکھا تو زندہ ہیں، خوش ہوئے اور کچھ کچھ مدت بعد آتے اور دونوں کی خیریت معلوم کرکے اطمینان کرتے تھے کہ بچہ اور ماں دونوں محفوظ ہیں اور کچھ آبادی بھی ہوگئی ہے۔

آہستہ آہستہ حضرت اسماعیلؑ بڑے ہوئے اور اچھے اور سعادت مند نوجوان بنے، اپنے والدین کی خدمت اور ان کی تابعداری اور فرمانبرداری میں لگے رہتے، جب والدین اپنے اس لائق بیٹے کو دیکھتے کہ خوبصورت اور سعادت مند وفرمانبردار لڑکا ہے تو ان کی محبتوں میں اضافہ ہوتا اچانک ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کررہے ہیں ایک بار دو بار اور تیسری بار بھی دیکھا، وہ جانتے تھے کہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے لہذا اس کو اللہ کا حکم سمجھا اور اپنے دل کو اس حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار کرلیا، انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ خواب جس کو حکم سمجھا بتایا نیک اور فرمانبردار بیٹا خدائی حکم سمجھ کر اس قربانی کے لیے تیار ہوگیا اور کہا: ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا آپ اس کی تعمیل کیجئے میں تیار ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ ان کو لے کر گئے اور منیٰ میں ایک جگہ ان کو لٹا کر ذبح کرنے لگے، اللہ نے باپ بیٹے کی تابعداری دیکھ کر اتنے کو کافی قرار دیا اور حضرت جبرئیل کو حکم دیا وہ ایک مینڈھا لے کر پہونچے اور حضرت اسماعیلؑ کو ہٹا کر مینڈھا رکھ دیا اس طرح حضرت اسماعیلؑ کے بجائے اس مینڈھے کی قربانی ہوگئی اور حضرت اسماعیل بچا لیے گئے، انہوں نے اپنے دل اور ارادہ کے لحاظ سے قربانی پوری کردی اور اللہ کو امتحان صرف لینا تھا وہ اس میں کامیاب رہے، اور اللہ کو ان کی یہ قربانیاں ایسی پسند آئیں کہ ان کی قربانی کو یادگار بنا دیا۔

یہ تھیں حضرت ابراہیمؑ کی اللہ کیلیے آخری درجہ کی تین قربانیاں، آگ میں جانا قبول کیا، اپنی بیوی بچہ کو اللہ کے حکم سے صحراء میں چھوڑ آئے، تیسرے اپنے بیٹے کو اللہ کے حکم پر ذبح کیلیے پیش کردیا، اس کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے ان کی ان قربانیوں کو یادگار بنادیا گیا کہ قیامت تک اس کی ظاہری طور پر نقل کی جاتی رہے چنانچہ حاجی ان کی نقل کرتا ہے، کعبہ کا طواف قربانی وسعی کرکے حضرت ابراہیمؑ کی سنت کو زندہ کرتا ہے اور کعبہ وہ عمارت ہے جس کو اللہ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجنے کے ساتھ مکہ کی زمین پر قائم کیا تھا جو بعد میں مرورِ زمانہ سے زمین میں پوشیدہ ہوگیا پھر اسی کی بنیاد پر اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر اس کی تعمیر کی، اور اللہ نے اپنا یہ فیصلہ ظاہر فرمایا کہ ہم اس جگہ کو دنیا کی مرکزی جگہ بنائیں گے، اور یہاں رہنے والوں کو ہم ہر طرح کے پھل اور میوے دیں گے، لوگ یہاں پیدل آئیں گے سوار آئیں گے فوج درفوج آئیں گے، دنیا کے کونوں کونوں سے آئیں گے اور پھر اللہ تعالی کا فیصلہ نافذ ہوا کہ اس وقت سے برابر حاجی دنیا بھر سے وہاں تکلیفیں اٹھا کر آتے ہیں، اپنی خواہشات کو قربان کرکے اللہ کی رضا کو حاصل کرتے ہیں اور تلبیہ کے ذریعہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم حاضر ہیں اے اللہ ہم حاضر ہیں، تو وحدہ لاشریک ہے۔

یہ ہے حج کا فریضہ، اللہ تعالیٰ کے ایک مطیع وفرمانبردار بندے اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت وعبادت کی یادگار، لہذا ہر مسلمان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حج حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کی یادگار ہے، یہ قربانیاں آخری درجہ کی تھیں اور اللہ کی رضا طلبی کے لیے دی گئی تھیں، انہوں نے اپنے دل وجان سے قربانی دی، لہذا اس بات کو سمجھنا چاہئے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنے ذہن وقلب میں اس کو لانا چاہئے اور قربانی کا یہ سبق یاد کرکے اپنے آپ کو اللہ کی رضا کی خاطر اپنی جان ومال کو اللہ رب العالمین کی پسند کے لیے قربان کرنے کا جذبہ رکھنا چاہئے ....(بقیہ صفحہ ۷ پر)

مولانا سید محمد واضح رشید ندوی

مسلمانوں کے عالمی مسائل

اور مسلم ممالک کی ذمہ داریاں

مسلمان ایک کے بعد ایک آزمائش کا سامنا کر رہے ہیں، جہاں وہ اکثریت میں ہیں وہاں بھی آزمائش کا شکار ہیں، اور جہاں وہ اقلیت میں ہیں وہاں بھی تختہ مشق بنے ہوئے ہیں، کچھ آزمائشیں تو قدرتی حادثات کا نتیجہ ہیں، جیسے خشک سالی، سیلاب، زلزلے، اور کچھ آزمائشیں مختلف جماعتوں اور گروہوں کے درمیان شدید اختلافات کا نتیجہ ہیں، اور ان اختلافات کی بنیادی وجہ علاقائی عصبیت ہے، جس سے مسلمان سب سے زیادہ دور تھے، اور اسلام نے اس سے مورچہ بھی لیا تھا، اور اس کو جڑ سے ختم کردیا تھا، لیکن موجودہ فکری مذاہب اور یورپی تہذیب نے مسلمانوں کی صفوں میں منافرت کا بیج بودیا، مسلمان ان امراض کا شکار ہوگئے جن میں دوسری قومیں مبتلا تھیں، اور وہاں فوجی حکومت کے قیام کے لیے حکومت اور ان کی رعایا کے درمیان ہوئی لڑائی مزید مسلمانوں کے ابتلاء کا سبب بنی، اور فوج نے انقلاب کے ذریعہ آزادی کے بعد قائم ہوئی حکومت کو اقتدار سے بے دخل کر کے اس ایشو پر اقتدار حاصل کرلیا کہ وہ بدعنوانی کو ختم کردے گی، پورے ملک میں امن کو عام کردے گی، لیکن فوج نے اپنے اس ایجنڈے کو پورا نہیں کیا، بلکہ ایک آدمی حکمرانی کی کرسی پر بیٹھ گیا، اور وہی سیاہ وسفید کا مالک ہوگیا، اور فرضی الیکشن کے ذریعہ کامیابی حاصل کرتا چلا گیا، اصلاح کی تحریکوں کو بھی اس نے کچل دیا، اس نے سب سے زیادہ نقصان ان تحریکوں کو پہنچایا جو اسلام کی ترجمانی کررہی تھیں باوجودیکہ وہ ایک اسلامی ملک کا حاکم تھا، اس کے اشارہ پر مسلم قائدین کو تاراج کیا گیا، جیلوں میں ڈالا گیا، گھر والوں کو حراساں اور پریشان کیا گیا، غرض جس جس نے صورتحال میں تبدیلی اور حکمرانوں کی اصلاح کے لیے آواز بلند کی، اس کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا، آزادی رائے کو ختم کردیا گیا تھا، میڈیا حکمرانوں کے ہاتھوں بک چکا تھا، عوام کا اعتماد میڈیا پر سے اٹھ چکا تھا، جمہوریت دم توڑ چکی تھی، ایسے قوانین وضع کر لیے گئے تھے جو ملک کے مفاد کو نہیں شخصی مفاد کو پورا کرتے تھے، اور جو ان قوانین کی خلاف ورزی کرتا اس کو برے نتائج کا سامنا کرنا پڑتا تھا، غرض مسلمانوں کی زندگی ان کے اپنے ہی ملکوں میں تنگ ہوچکی تھی، اور کچھ یہی صورتحال غیر اسلامی ملکوں میں بھی ہے، جب اپنے گھر میں عزت محفوظ نہیں تو دوسرے کے گھر میں کیا محفوظ ہوگی، ہاں چند ممالک ابھی بھی ایسے ہیں جن کو مسلمانوں کی فکر ہے، لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے، اکثریت ان ممالک کی ہے جو اسلام کی طرف اپنا انتساب کرتے ہوئے جھجکتے اور شرماتے ہیں، بلکہ اس نسبت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں، کسی اسلامی ملک میں کوئی واقعہ پیش آیا، مسلمانوں کی گرفتاری کا سلسلہ شروع ہوا، یا اسلام اور اس کی مقدس جگہوں پر اٹیک کیا گیا، ان کی توہین کی گئی، یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گئی تو یہ حکمراں اس کے خلاف آواز اٹھانا تو درکنار افسوس اور ہمدردی کا ایک کلمہ بھی نہیں کہہ سکتے، یہ ڈرتے ہیں کہ کہیں ان پر اسلام پسند ہونے کا ٹھپہ نہ لگ جائے، اور یورپ سے جو امداد مل رہی ہے وہ بند نہ ہوجائے، بے غیرتی کی جو زندگی وہ جی رہے ہیں کہیں وہ عزت میں نہ بدل جائے، اسی طرح کسی اسلامی ملک پر حملہ کیا جاتا ہے، مسلمانوں کو ظلم وستم

کا نشانہ بنایا جاتا ہے، یا ملک کی سلامتی پر خطرات کے بادل منڈلانے لگتے ہیں یا وہاں کے باشندوں کے دلوں میں عقائد اسلامی کے تعلق سے شک کے بیج بوئے جانے لگتے ہیں، پھر بھی مسلم حکمراں خواب غفلت میں پڑے رہتے ہیں، کیونکہ پر تعیش زندگی نے ان کی غیرت ایمانی کو مردہ کردیا ہے، ان کی اخوت اسلامی کو میٹھی نیند سلادیا ہے، جس کا نتیجہ ہے کہ مقبوضہ علاقوں میں ظلم وستم کا نشانہ بننے والے مسلمان ان حکمرانوں سے برگشتہ ہوجاتے ہیں، اوران سے کٹ جاتے ہیں، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ’’اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم، ایک صحابیؓ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے، مگر ظالم کی مدد کیسے کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو اس کے ظلم سے روکنا اس کی مدد ہے‘‘ ایک دوسری حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ’’مسلمانوں کی مثال آپس میں محبت میں رحمدلی میں ہمدردی میں ایک جسم کی طرح ہے، جب کسی عضو کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے‘‘ تاریخ میں ہم کو ایسی ہزاروں مثالیں ملیں گی جس میں ایک مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے میں اپنے نقصان کی پرواہ نہیں کی، حجاج بن یوسف، معتصم، نورالدین زنگی، صلاح الدین ایوبی کے جو واقعات تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں، وہ اسی غیرت ایمانی کا آئینہ دار ہیں۔

موجودہ صورتحال کے ذمہ دار بڑی حد تک اسلامی ممالک کے حکمراں ہیں، پچھلے چند سالوں میں مختلف واقعات رونما ہوئے، جن کا شکار مسلمان ہوئے، گرفتاری بھی انہی کی عمل میں آئی، لیکن اسلامی ممالک کے حکمراں خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہے، جس سے اسلام مخالف طاقتوں کی طاقت میں اضافہ ہوا، ان کے عمل میں تیزی آئی، فوجی، وطنی اور علاقائی سورش سے پہلے مسلمان عزت کی زندگی جی رہے تھے، وہ ایسی طاقت کے حامل تھے جس نے دشمنوں کے دلوں میں خوف پیدا کردیا تھا، بعض ملکوں میں مسلمان اقلیت میں ہونے کے باوجود عزت و سربلندی سے رہ رہے تھے، ان کے مفادات محفوظ تھے، ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے میں پوری آزادی ملی ہوئی تھی، کوئی ان پر غلط نگاہ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتا تھا، اگر کسی ملک میں کسی مسلمان کے حقوق کی پامالی ہوتی تھی تو دوسرے ممالک کے مسلمان بے چین ہوجاتے تھے، حکمرانوں کی نیند اڑ جاتی تھی، یہ بھی اسی غیرت ایمانی کا نتیجہ تھا، جس کو مسلمان اپنا سب سے قیمتی اثاثہ سمجھتے تھے، جب ترکی کو باہری حملہ کا سامنا کرنا پڑا تو ہندوستان میں خلافت تحریک وجود میں آئی، یہ سب سے طاقتور تحریک تھی، اسی تحریک کے بطن سے ایک اور تحریک نے جنم لیا، یہ وہ تحریک تھی جس نے انگریزوں کو ہندوستان سے نکلنے پر مجبور کردیا، اسی طرح بعض اسلامی ممالک پر دشمنوں نے قبضہ کرلیا تو شعراء کے آنسو ان کے اشعار میں چھلک پڑے، ادباء کے قلم صدائے احتجاج کے طور پر حرکت میں آگئے، اور مقررین نے اپنے دل چیر کر عوام کے سامنے رکھ دیے، یہ سب اسی غیرت ایمانی کا نتیجہ تھا، یہی وجہ تھی کہ دشمنان اسلام اسلام پر حملہ کرنے سے پہلے سو بار اس کے نتائج پر غور کرتے تھے، اور غور کرنے کے بعد بھی اپنے اندر ہمت نہیں پیدا کر پاتے تھے۔

لیکن اب یہ غیرت ایمانی کمزور پڑ چکی ہے، دینی حمیت مردہ ہوچکی ہے، اخوت ایمانی دم توڑ چکی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دشمنوں کے دلوں سے ہمارا خوف نکل چکا ہے، مسلمان اس حدیث کا مصداق ہوچکے ہیں، ’’کالشلۃ فی اللیلۃ المطیرۃ‘‘ ’’جیسے بارش کی رات میں بکری‘‘ شام میں جو خونریزی ہورہی ہے، مسلمانوں کا بیدردی سے قتل عام ہورہا ہے، اسلامی عقائد کا مذاق اڑایا جارہا ہے، شریعت اسلامی کو مسخ کیا جارہا ہے۔..............(بقیہ صفحہ ۱۳؍ پر)

متعدد جائز کام ناجائز ہوجاتے ہیں، جیسے شکار کرنا، جوئیں مارنا، پتی توڑنا، تو پھر چھوٹی یا بڑی معصیت کی گنجائش حج کے موقع پر کہاں سے نکل سکتی ہے، وہ تو عام دنوں میں بھی حرام تھی، حج کے ایام میں تو اس کی حرمت اور بڑھ جاتی ہے!

۳-تیسرا حکم خدا کے گھر کے مہمان کو بحث ومباحثہ سے اجتناب کا ہے، مارپیٹ ہاتھاپائی تو الگ رہی، زبانی بحث وتکرار جس کا امکان بھیڑ کے اس موقع پر بہت بڑھ جاتا ہے حج کے ایام میں خاص طور پر اس کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

۴-چوتھا حکم جو حاجی کو اس موقع پر پروردگار عالم کی جانب سے ملتا ہے وہ خدا سے ڈرتے رہنے کا ہے، کیوں کہ یہی وہ ڈر ہے جو اس کو شہوانی تذکروں سے بچائے گا، گناہوں سے محفوظ رکھے گا اور بحث ومباحثہ اور لغو باتوں سے اس کو دور رکھے گا۔

۵-پانچواں حکم جو حج کی آیات کے ضمن میں بار بار حاجی کو دیا گیا ہے وہ ہے خدا کو یاد کرنے، اس کی نعمتوں کا تذکرہ کرنے اور اس کے احسانات کا ذکر کرنے کا، جس خدا نے آپ کو حج کی توفیق دی، وسائل مہیا کیے، سفر کو آسان کیا، رکاوٹوں کو دور کیا، گناہوں میں لت پت جسم کو اپنے پاک گھر میں حاضری کی اجازت دی، سرکشیوں، بغاوتوں اور نافرمانیوں کے باوجود اپنا مہمان بناکر عزت بخشی، اس خدا کا خیال ہر لمحہ دل میں رہے، اس کا ذکر ہر وقت زبان پر رہے، نہ اس کے علاوہ کسی کی یاد آئے، نہ اس کے سوا زبان پر کسی کا ذکر آئے، نہ اس کے علاوہ دل میں کسی کا خیال آئے۔

آخری بات مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی زبانی: ''حج کے موقع پر دنیا کے گوشہ گوشہ کی آبادیاں کھنچ کر آجاتی ہیں، ہر قسم، ہر عمر، ہر قماش، ہر مزاج کے لوگ ہوتے ہیں، بوڑھے بھی جوان بھی، بچے بھی بڑے بھی، تیز مزاج بھی اور غصہ ور بھی، آوارہ مزاج بھی حریص ومطامع بھی، حسین اور نوجوان عورتیں بھی، پھر تکلیف اور صعوبتیں بھی راہ اور سواری کے سلسلہ میں طرح طرح کی پیش آتی ہیں، پھر زبانوں کا اختلاف، وہ ان کی نہیں سمجھتے یہ ان کی نہیں سمجھتے، بڑے بڑے حلیم اور بردبار بھی اس موقع پر دامن صبر وضبط چھوڑ دیتے ہیں، رشک ومنافقت، بدنظری وبدکاری، نزاع وجدال کے موقع قدم قدم پر رکھے ہوتے ہیں''۔

تو ایسے موقع پر اگر کوئی چیز آپ کے سفر کو کامیاب اور آپ کے حج کو عنداللہ مقبول بنا سکتی ہے تو وہ یہی خدا کا ڈر ہے، اس کی یاد اور اس کا ذکر ہے، شہوانی خیالات اور باتوں سے بچنا، معاصی سے دور رہنا اور بحث ومباحثہ اور زبانی جھگڑوں سے اجتناب کرنا ہے، جسم اور احرام کی پاکی کے ساتھ ساتھ ہم کو زبان بھی پاک رکھنی ہے، نگاہ بھی پاک رکھنی ہے، دل بھی پاک رکھنا ہے، خیالات بھی پاک رکھنے ہیں، تب ہی ہم حج سے اس طرح گناہوں سے پاک وصاف ہوکر لوٹیں گے جس طرح ماں کے پیٹ سے گناہ کی آلائش سے پاک بچہ پیدا ہوتا ہے۔

حج کا یہ سفر عمر میں ایک ہی دو مرتبہ پیش آتا ہے، بقیہ تین ارکان روزہ، نماز، زکوۃ، اگر عمر نے وفا کی، صحت وتندرستی نے ساتھ دیا اور ذرائع آمدنی نے دھوکہ نہ دیا تو ان تینوں ارکان کی ادائیگی کے مواقع زندگی میں بار بار آئیں گے لیکن اس چوتھے رکن کی تلافی کا امکان بہت کم باقی رہتا ہے کیونکہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی انسان بعض وقت حج کی سعادت سے محروم رہ جاتا ہے، اگر خدا کے فضل وکرم سے حج کی سعادت کا موقع آپ کو مل رہا ہے تو اس کے آداب کا پورا خیال رکھیے، نیتوں کو درست کیجیے اور رضاء الٰہی کے علاوہ کسی اور چیز کا خیال دل میں ہرگز ہرگز نہ لایئے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حرمت کا پورا لحاظ رکھیے اور جب واپس ہویئے تو حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا یہ شعر آپ کی زبان پر ہو اور آپ کا دل آپ کی زبان کی تصدیق کر رہا ہو۔

قربانی حیواں ہمی می کند عالم — قربانی بسر خودی کوئے تو کردم

(مقام منیٰ پر ایک دنیا جانوروں کو قربان کرتی ہے، میں نے آپ کے کوچہ کے سرے پر اپنا ہی سر قربان کردیا)۔

خدا حج کے اس سفر کو آسان بنائے، حج کو مقبول فرمائے، عافیت وسلامتی کے ساتھ گھر واپس لائے اور زندگی بھر اس حج کی برکتوں سے ہم کو نوازتا رہے۔

احرام باندھنے کا طریقہ اور اس کے ممنوعات

مفتی راشد حسین ندوی

احرام کے لفظی معنی حرام کر لینے کے ہیں، احرام حجاز جاتے وقت حج وعمرہ دونوں یا دونوں میں سے کسی ایک کی نیت کرنے کا نام ہے، اس کا شمار حج وعمرہ کے فرائض میں ہے، اس کا یہ نام اس لیے ہے کہ اس نیت کے بعد بہت سی پابندیاں لازم ہو جاتی ہیں، جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد بہت سی پابندیاں لازم ہو جاتی ہیں، احرام باندھتے وقت مندرجہ ذیل آداب کا خیال رکھنا چاہیے:

۱- پوری طرح بدن کی صفائی کرلے، یعنی ناخن ترشوالے، بغل اور زیرناف کے بال کی صفائی کرلے، مونچھوں کو ترشوالے
(ھندیہ: ۱/۲۲۶، شامی: ۲/۱۷۰)

۲- افضل یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرلے، اور اگر غسل ممکن نہ ہو تو وضوء کرلے، یہ غسل نظافت کے لیے ہے نہ کہ طہارت کے لیے، لہٰذا اس کا استحباب حائضہ اور نفساء کے لیے بھی ہے، چنانچہ بزار، دارقطنی اور حاکم نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ”جب احرام کا اور مکہ میں داخلہ کا ارادہ ہو تو غسل کرنا سنت ہے“، اور ترمذی، ابوداود اور مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نفساء (نفاس والی عورت) اور حائضہ غسل کریں گی، احرام باندھیں گی اور تمام مناسک ادا کریں گی، البتہ جب تک پاک نہ ہو جائیں بیت اللہ کا طواف نہیں کریں گی“۔

۴- غسل یا وضو کے بعد عورتوں کو تو اپنا لباس پہن لینا ہے، لیکن مرد احرام کی دو چادروں کا لباس بنائے گا، ایک کو بطور ازار پہن لے گا، دوسری کو کاندھے پر ڈال لے گا، نیچے والی لنگی میں بھی اگرچہ عام لنگیوں کی طرح سے لینے کی اجازت ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ اس کو بھی نہ سیا جائے، رہی اوپر والی چادر تو نہ اس کو سینے کی اجازت ہے نہ بٹن لگانے کی۔
(شامی: ۲/۱۷۰-۱۷۱، معلم الحجاج: ص-۱۰۵)

ان دونوں چادروں کا سفید رکھنا پسندیدہ ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو سفید کپڑے زیادہ محبوب ہیں۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ احرام درحقیقت نیت اور تلبیہ کا نام ہے، ان چادروں کا نام نہیں ہے، البتہ عوام ان کو احرام کہہ دیتے ہیں۔

۵- احرام کی نیت کرنے سے پہلے ان چادروں اور بدن میں عطر لگانا بھی مسنون ہے، اگرچہ احرام کی نیت کے بعد بھی خوشبو باقی رہے، اس لیے کہ بخاری، مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: ”میں نبی کریم ﷺ کو احرام کے لیے عطر لگایا کرتی تھی“۔ لیکن احرام کے کپڑے پر ایسا عطر لگانا منع ہے کہ جس مادہ سے وہ بنایا گیا ہے خود وہ مادہ کپڑے پر باقی رہ جائے۔ (ھندیہ: ۱/۲۲۳)

احرام باندھنے کا طریقہ: احرام کی ایک چادر لنگی کی طرح پہنی ہوتی ہے، اسے آپ جس طرح چاہیں باندھ سکتے ہیں، اس کے لیے کوئی خاص قانون یا حکم نہیں ہے، مگر چونکہ حج کے دوران لوگوں کی زبردست بھیڑ ہوتی ہے، لنگی کے نیچے بھی آپ کو انڈرویر، یا کوئی چیز پہننے کی اجازت نہیں ہے، لیکن مندرجہ ذیل ہدایات کے مطابق احرام کی لنگی باندھنے پر انشاء اللہ لنگی کھلنے کا اندیشہ نہیں رہے گا:

۱- آپ پیروں کو ذرا پھیلا کر کھڑے ہو جائیں۔

۲- لنگی کے دونوں سرے سیدھے ہاتھ میں پکڑ کر سیدھی طرف کھینچ کر پھیلا دیں۔

۳- پھر سیدھے ہاتھ کے بغل کے نیچے لنگی کو پیٹ سے چپکا کر پکڑے رہیں، اور بائیں ہاتھ سے لنگی کے دونوں سروں کو

بائیں طرف پوری طرح لائیں۔

۴-پھر بائیں بغل کے نیچے لنگی کو پیٹ سے چپکا کر پکڑے رہیں، اور لنگی پھر دائیں طرف لائیں، اس بار لنگی کا بچا سرا پیچ میں ہی ناف کے پاس ختم ہو جائے گا۔

۵-اب آپ اسے لپیٹ لیں، اور احتیاطاً اس کے اوپر بیلٹ لپیٹ لیں، اس سے حفاظت بھی ہوگی، اور روپیہ پیسہ رکھنا بھی آسان ہوگا۔

عورتوں کا احرام:

۱-عورتوں کا احرام ان کے روز مرہ کے کپڑے ہیں، البتہ دوسرے مواقع کی طرح ہی اس مبارک عبادت کے انجام دیتے وقت اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ کپڑے چست باریک اور زیادہ جاذب نظر نہ ہوں، بلکہ سادے اور صاف ستھرے ہوں۔

۲-آج کل عورتیں احرام کے طور پر ٹوپی اور نقاب کی طرح کا ایک کپڑا سر پر ڈال لیتی ہیں، اس سے بال وغیرہ ٹوٹنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس لیے شرعاً اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے، لیکن اس کو ضروری نہ سمجھا جائے۔

۳-عورتوں پر سر ڈھانکنا لازم ہے، اور چہرہ کھولنا واجب ہے، جیسا کہ ابوداود کی حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث میں صراحت سے آیا ہے، لیکن اجنبی مردوں سے حتی الامکان کسی چیز سے چہرہ چھپانے کی کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ ابوداود اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ہم عورتیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھیں تو جب ہمارے سامنے سے سوار گزرتے تھے تو ہم چہروں کے سامنے چادریں لگا لیا کرتی تھیں، پھر جب وہ گزر جاتے تو کھول لیا کرتی تھیں۔

پھر جب احرام ختم ہو جائے تو مکمل پردہ کرنا ضروری ہے، بہت سی بہنیں حالت احرام ختم ہونے کے بعد بھی غیر محتاط رہتی ہیں، ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم چہرہ چھپانے کا ہے: ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾۔

۱-مرد جب احرام باندھ چکے، اور عورت بھی جب پوری طرح تیار ہو جائے تو مسنون یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے، پہلی رکعت میں "قل ہو اللہ" پڑھنا افضل ہے، اگر ایسے وقت میں احرام باندھ رہا ہے جس میں نوافل مکروہ ہوتیں ہیں جیسے عصر یا فجر کے وقت تو یہ نماز الگ سے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، فرض نماز پڑھنا ہی کافی ہوگا۔

۲-حج ایک طویل مدت والی عبادت ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ حج سہولت سے ہو جائے، متمتع چونکہ عمرہ کا احرام باندھتا ہے اس لیے فقہی کتابوں میں اس کے لیے یہ دعا لکھی ہوئی ہے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي"۔ خیال رہے کہ یہ ایک دعا ہے، نیت نہیں ہے۔

۳-اب احرام کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیں: "لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لا شَرِيْكَ لَكَ"، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو رکعت پڑھنے کے بعد تلبیہ کہا تھا۔ (ابوداود)

تلبیہ پڑھتے ہی آپ محرم ہو گئے ہیں، اب آپ پر لازم ہے کہ ممنوعات احرام سے مکمل پرہیز کریں۔ (شامی: ۲/۱۷۳)

ممنوعات احرام

قرآن مجید اور احادیث میں حالت احرام میں بہت سی باتوں سے منع کیا گیا ہے، ان کے ارتکاب سے بچنا چاہیے ورنہ جزاء لازم ہو سکتی ہے۔

۱-فسق و فجور، فحش کلامی نیز لڑائی جھگڑا مسلمان کے لیے ہر حالت میں ممنوع ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حالت احرام میں خاص طور سے ان سے روکا ہے: ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ لہٰذا حالت احرام میں ان سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔

۲-خوشبو لگانا، ناخن یا بال کتانا، سر یا منھ ڈھانکنا چاہے کم حصہ ڈھاکے یا زیادہ، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی متفق علیہ حدیث میں صراحت سے ان چیزوں کی ممانعت وارد ہوئی ہے، (لیکن عورت سر ڈھانکے رہے گی جیسا کہ گزر چکا ہے)

۳-سلے ہوئے کپڑے (کرتا یا پائجامہ، ٹوپی وغیرہ) پہننا، یہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں ہے جیسا کہ گزر چکا ہے، ان چیزوں کا ذکر بھی حضرت ابن عمرؓ کی متفق علیہ حدیث میں ہے۔

۴-خشکی کے جانور کا شکار کرنا، بھگانا، یا شکار میں کسی کی مدد کرنا، البتہ دریائی شکار جائز ہے، یہ حکم قرآن مجید میں بھی ہے اور احادیث میں بھی۔

۵-جوں مارنا۔

۶-ایسا جوتا پہننا جس سے پیر کے بیچ میں ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔

۷-محرم غیر محرم دونوں کے لیے کسی درخت یا پودے کا کاٹنا۔

۸-زعفران، کسم یا کسی خوشبودار چیز سے رنگا ہوا کپڑا پہننا، خوشبو زائل ہوگئی ہو تو پہن سکتے ہیں۔ (شامی:۲/۱۷۴ تا ۱۷۸، ہندیہ:۱/۲۲۴)

مکروہات احرام:

مندرجہ ذیل چیزیں حالت احرام میں مکروہ ہیں:

۱-حالت احرام میں غسل کرنا جائز ہے، لیکن بدن سے میل دور کرنا یا صابون استعمال کرنا مکروہ ہے۔

۲-سر یا داڑھی کو آہستہ آہستہ کھجلانا جائز ہے، لیکن کنگھی کرنا، یا اتنی زور سے کھجلانا کہ بال ٹوٹ کر گرنے کا اندیشہ ہو، یا جوں گرنے کا خوف ہو، مکروہ ہے۔

۳-خوشبو سونگھنا یا خوشبودار چیز سونگھنا مکروہ ہے۔

۴-بغیر پکا خوشبودار کھانا، یا خوشبودار شربت یا کولڈ ڈرنک پینا مکروہ ہے، یہی حکم خوشبودار تمباکو اور لونگ والا یچی وغیرہ کا بھی ہے۔ (ہندیہ:۱/۲۲۴، شامی:۲/۱۷۶-۱۷۸)

بقیہ: مسلمانوں کے عالمی مسائل......

لیکن افسوس اس میڈیا پر ہے جو چھوٹی سے چھوٹی خبر کو تو شاہ سرخی بنا دیتا ہے، اور بڑے سے بڑے واقعہ کو گول کر جاتا یہی میڈیا اس وقت بڑا پر جوش نظر آتا ہے جب کسی غیر مسلم کو کسی اسلامی ملک میں معمولی سی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس وقت میڈیا عالمی طاقتوں سے اپیل کرتا ہے کہ اس اسلامی ملک پر دباؤ ڈالیں جس کے نتیجہ میں عالمی طاقتیں اس اسلامی ملک پر دباؤ ڈالتیں ہیں، اور اس پر پابندی عائد کردیتی ہیں، لیکن دنیا کے مختلف حصوں میں جاری مسلمانوں کے اس قتل عام کو روکنے کے لیے وہ اقدامات نہیں کیے جارہے ہیں، جو کیے جانے چاہئے، چہ جائیکہ تہذیب وتمدن کے داعی اور حقوق انسانی کے علمبردار ہمدردی کا ایک لفظ ہی کہہ دیتے۔

شام اور غزہ کے واقعات ایسے علاقے میں نہیں ہورہے ہیں، جو دنیا سے کٹا ہوا ہو، یہ وہ جگہیں ہیں جہاں میڈیا کی رسائی بہت آسان ہے، لیکن عالمی میڈیا اور اقوام متحدہ جو معمولی بات پر تو حرکت میں آجاتے ہیں، مگر ان دردناک واقعات پر حرکت میں نہیں آرہے ہیں، جس میں ہزاروں بے گناہ ہر روز قتل ہورہے ہیں، اب ضروری ہوگیا ہے کہ اسلامی ممالک اقدامی کاروائی کریں، اور ظلم رسیدہ انسانوں تک اپنے ہمدردانہ جذبات پہونچانے کے لیے ڈپلومیٹک وسائل اختیار کریں، اور اسلام مخالف طاقتوں کو ہر ممکن طریقہ سے ظلم سے باز رکھیں، ان کا بائیکاٹ کریں، اس لیے کہ اسلام میں مظلوم کی مدد کرنا فرض ہے، اور اس فرض کی ادائیگی امت کے ہر فرد کے لیے ضروری ہے، کیونکہ پانی اب سر سے اونچا ہوگیا ہے، ہمارے مسلمان بھائی تختہ مشق بنے ہوئے ہیں، اور ہم خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، خدارا اب خواب غفلت سے بیدار ہوجایئے، اپنی ہستی کو پہچانیے اپنے بھائیوں کے جذبات واحساسات کا خیال کیجیے، اور ان کے لیے سینہ سپر بن جایئے۔

(ترجمہ: خلیل حسنی ندوی)

محمد احسن عبدالحق ندوی

حج کے پانچ دن

۸/ذی الحجہ سے ۱۲/ذی الحجہ تک حج کے پانچ دن کہلاتے ہیں۔ ۷/تاریخ کی شام سے منیٰ جانے کی تیاری کریں اور احرام باندھ لیں۔

حج کا پہلا دن: ۸/تاریخ کی صبح نماز فجر کے بعد منیٰ جانا ہوگا، اس میں تلبیہ، استغفار، اور درود شریف کی کثرت رکھیں، یہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹/تاریخ کی فجر ادا کرنا ہے، آج کا پورا دن اور پوری رات منیٰ میں گذارے۔

حج کا دوسرا دن: حج کا دوسرا دن یعنی ۹/تاریخ کو فجر کی نماز منیٰ میں ادا کرنے کے بعد عرفات جانا ہے، یہ عرفہ کا دن کہلاتا ہے، یہاں لبیک، درود شریف، اور چوتھا کلمہ خوب کثرت سے پڑھیں اور خوب دعائیں کریں، یہ وقت، یہ جگہ دعاء، توبہ اور استغفار کی قبولیت کا ہے، یہاں اگر امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو ظہر، عصر ایک ساتھ ملا کر پڑھیں، اور اگر تنہا پڑھیں تو دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھیں۔

جب سورج غروب ہوجائے تو عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوجائیں، یہاں مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر عشاء کے وقت میں پڑھیں، یہ رات مزدلفہ میں گذارنی ہے، یہاں بھی خوب دعائیں کریں، صبح فجر کی نماز پڑھ کر یہاں سے کنکریاں لے کر منیٰ روانہ ہوجائیں۔

حج کا تیسرا دن: ۱۰/تاریخ حج کا تیسرا دن ہے، ۱۰/ تاریخ کی صبح مزدلفہ سے منیٰ جا کر پہلے بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنی ہیں، کنکریاں مارنے سے پہلے لبیک بند کردیں، اس کے بعد قربانی کرکے سر منڈادیں اور احرام کھول دیں، اور روز مرہ کا لباس پہن لیں، احرام کی پابندی ختم لیکن بیوی ''طواف زیارت'' کے بعد حلال ہوگی، اس کے بعد حج کا تیسرا ضروری رکن ''طواف زیارت'' کرے، یہ طواف ۱۲، ویں تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے کیا جاسکتا ہے، مگر ۱۰/تاریخ کو کرنا افضل ہے، طواف زیارت کے بعد صفا مروہ کی سعی کرنا واجب ہے، البتہ اگر کسی نے طواف قدوم میں سعی کرلی ہے تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنا ضروری نہیں ہے۔

حج کا چوتھا دن: ۱۱، ویں تاریخ حج کا چوتھا دن ہے، طواف زیارت کے بعد منیٰ آجائیں، پھر ۱۱/تاریخ کو زوال کے بعد سے غروب تک تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنی ہیں، پہلے چھوٹے شیطان پر بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں، پھر دائیں جانب قبلہ رو ہوکر دعا کریں، اس کے بعد اسی طرح درمیانی شیطان پر سات کنکریاں مار کر پیچھے ہٹ کر دعائیں کریں، پھر اسی طرح بڑے شیطان پر سات کنکریاں ماریں اور اب دعائیں نہ کریں، اور اگر بھیڑ زیادہ ہو تو سورج ڈوبنے کے بعد بھی صبح صادق تک رمی کی جاسکتی ہے۔

حج کا پانچواں دن:

۱۲، ویں تاریخ حج کا پانچواں دن ہے، اگر کسی نے طواف زیارت نہیں کیا تو آج بھی کرسکتے ہیں۔

آج کا مخصوص کام زوال کے بعد اسی ترتیب سے تینوں شیطانوں کا سات سات کنکریاں مارنی ہیں، اس کے بعد غروب سے پہلے پہلے منیٰ سے مکہ چلے جائیں ۱۲، ویں تاریخ کو اگر منیٰ کے اندر سورج غروب ہوجائے تو ۱۳، ویں تاریخ کو بھی کنکریاں مارنا ضروری ہوجاتا ہے، اب آپ کا حج مکمل ہوگیا اب صرف طواب وداع باقی ہے جسے مکہ سے روانگی کے وقت کرنا ہے ''طواف وداع'' کے بعد زمزم پیئے اور ملتزم پر خوب دعائیں کریں، غلاف کعبہ کو پکڑ کر جدائی کا احساس کرتے ہوئے خوب روئیں اور یہ دعا کر کے رخصت ہوں کہ اللہ تعالیٰ بار بار اپنے در پر حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔

دو عظیم نعمتیں

لہو لعب اور لغویات کی سرپرستی

اس بات میں شاید کوئی اختلاف کی جرأت نہ کر سکے کہ ہمارے دور میں ٹی.وی، فلموں اور سی.ڈی. کا اکثر ہی استعمال لہوو لعب اور لغویات کے لیے ہوتا ہے، اور ان سائنسی ایجادات کو تخریبی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے ان ایجادات کو ذرائع ابلاغ کے خوش کن نام کے بجائے اگر ذرائع تفریح کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے، کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ان آلات کو اکثر و بیشتر ڈراموں، فلموں، ناچ گانوں اور دیگر لغویات کے دیکھنے کے لیے استعمال کو محض ایک تفریح اور تفنن طبع کا سامان سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح ان آلات کو عصر حاضر میں کھیلوں کے فروغ کا اہم ذریعہ خیال کیا جاتا ہے، حالانکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محض کرکٹ یا ہاکی کے میچ کو دیکھ لینے سے انسان کو کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ نہ اس کی تندرستی مین کوئی اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی اسے کسی بھی قسم کی روحانی بالیدگی حاصل ہوتی ہے، جب کہ اس میں انہماک کا یہ عالم ہے کہ جس وقت کرکٹ یا ہاکی پر براہ راست کنٹری نشر کی جاتی ہے تو ماشاء اللہ ارکان اسمبلی بھی قومی اسمبلی ہال سے باہر نکل نکل کر اسکور پوچھتے ہیں اور بسا اوقات اسمبلی ہال میں کمنٹری سننے میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ سچ بتایئے، اس قدر کھیلوں میں انہماک کیا اسلام کے مزاج کے مطابق ہے؟ کیا اسلام مسلمانوں کو اس قدر غافل اور نکما ہی بنانا چاہتا ہے؟ خوب سمجھ لیجیے کہ تفریحات کے سلسلے میں اسلام کی واضح تعلیمات موجود ہیں جن سے سراسر انحراف کرنا بھی جائز نہیں ہے، اسلام صرف ان تفریحات کی اجازت دیتا ہے جو فرد کی جسمانی تندرستی کے لیے مفید ہوں یا اسے بہترین فکری بالیدگی عطا کرتی ہوں۔

ہم کھیلوں کے دشمن نہیں، ہم کھلاڑیوں سے بیزار نہیں، مگر للہ! وقت کے تقاضوں پر غور کیجیے، اپنے شعور کو بیدار کیجیے، کیا آج مسلمانوں کو اسی طرح غافل رکھنے اور برباد کرنے کی ضرورت ہے، اگر آپ کھیلوں کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو ان کھیلوں کو فروغ دیجیے جو مصیبت کے اوقات میں فوجی تربیت کے کام آئیں کیونکہ ان کھیلوں کو کھیلنا بھی باعث اجر وثواب ہے، حدیث میں آتا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دنیا کا لہو کھیل باطل ہے، سوائے تین کے ایک یہ کہ تم تیر کمان سے مشق کرو، دوسرے کھوڑے کو سدھانے کے لیے کھیلو، تیسرے اپنی بیوی کے ساتھ ہنسی مزاق کرو“۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ تینوں کھیل مفید اور تعمیری ہیں، جن سے بہت سے دینی اور دنیاوی فوائد وابستہ ہیں، چنانچہ تیر اندازی اور کھوڑے کو سدھانا جہاد میں شامل ہے اور بیوی کے ساتھ ملاعبت توالد وتناسل کے مقصد کی تکمیل ہو۔

اس طرح آپس میں دوڑ لگانا، کشتی کا مقابلہ کرنا، پیرا کی سیکھنا ایسے کھیل ہیں جن کی اجازت خود احادیث سے ثابت ہے۔

اگر کوئی شخص کھیل کود اور تفریحات کی ضرورت محسوس کرتا ہو تو اسے خود ورزش ہو اس کی تندرستی ٹھیک ہو، مگر گھنٹوں ٹی.وی. کے سامنے میچ دیکھنے کے سوائے اس کے کہ انسان مزید سست و ناکارہ ہوجائے کیا حاصل ہوتا۔

اس پر طرہ یہ کہ یہ ڈرامے اور کھیل اگر اوقات نماز میں نشر کیے جائیں نماز باجماعت کے فوت ہونے کا سبب بنتے ہیں، کون اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ مقبول ترین ڈرامے عام طور پر جس وقت نشر کیے جاتے ہیں، اس وقت بالعموم عشاء کی نماز کا وقت ہوتا ہے، بتایئے کون سے عالم اور مولوی صاحب

دو عظیم نعمتیں

لھو لعب اور لغویات کی سرپرستی

اس بات میں شاید کوئی اختلاف کی جرأت نہ کر سکے کہ ہمارے دور میں ٹی وی، فلموں اور سی.ڈی. کا اکثر ہی استعمال لہو لعب اور لغویات کے لیے ہوتا ہے، اور ان سائنسی ایجادات کو تخریبی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے ان ایجادات کو ذرائع ابلاغ کے خوش کن نام کے بجائے اگر ذرائع تفریح کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے، کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ان آلات کو اکثر و بیشتر ڈراموں، فلموں، ناچ گانوں اور دیگر لغویات کے دیکھنے کے لیے استعمال کو محض ایک تفریح اور تفنن طبع کا سامان سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح ان آلات کو عصر حاضر میں کھیلوں کے فروغ کا اہم ذریعہ خیال کیا جاتا ہے، حالانکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محض کرکٹ یا ہاکی کے میچ کو دیکھ لینے سے انسان کو کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ نہ اس کی تندرستی مین کوئی اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی اسے کسی بھی قسم کی روحانی بالیدگی حاصل ہوتی ہے، جب کہ اس میں انہماک کا یہ عالم ہے کہ جس وقت کرکٹ یا ہاکی پر براہ راست کمنٹری نشر کی جاتی ہے تو ماشاء اللہ ارکان اسمبلی بھی قومی اسمبلی ہال سے باہر نکل نکل کر اسکور پوچھتے ہیں اور بسا اوقات اسمبلی ہال میں کمنٹری سننے میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

سچ بتائیے، اس قدر کھیلوں میں انہماک کیا اسلام کے مزاج کے مطابق ہے؟ کیا اسلام مسلمانوں کو اس قدر غافل اور نکما ہی بنانا چاہتا ہے؟ خوب سمجھ لیجیے کہ تفریحات کے سلسلے میں اسلام کی واضح تعلیمات موجود ہیں جن سے سراسر انحراف کرنا بھی جائز نہیں ہے، اسلام صرف ان تفریحات کی اجازت دیتا ہے جو فرد کی جسمانی تندرستی کے لیے مفید ہوں یا اسے بہترین فکری بالیدگی عطا کرتی ہوں۔

ہم کھیلوں کے دشمن نہیں، ہم کھلاڑیوں سے بیزار نہیں، مگر للہ وقت کے تقاضوں پر غور کیجیے، اپنے شعور کو بیدار کیجیے، کیا آج مسلمانوں کو اسی طرح غافل رکھنے اور برباد کرنے کی ضرورت ہے، اگر آپ کھیلوں کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو ان کھیلوں کو فروغ دیجیے جو مصیبت کے اوقات میں فوجی تربیت کے کام آئیں کیونکہ ان کھیلوں کو کھیلنا بھی باعث اجر وثواب ہے، حدیث میں آتا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دنیا کا لہو کھیل باطل ہے، سوائے تین کے ایک یہ کہ تم تیر کمان سے مشق کرو، دوسرے گھوڑے کو سدھانے کے لیے کھیلو، تیسرے اپنی بیوی کے ساتھ ہنسی مزاق کرو“۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ تینوں کھیل مفید اور تعمیری ہیں، جن سے بہت سے دینی اور دنیاوی فوائد وابستہ ہیں، چنانچہ تیر اندازی اور گھوڑے کو سدھانا جہاد میں شامل ہے اور بیوی کے ساتھ ملاعبت توالد وتناسل کے مقصد کی تکمیل ہو۔

اس طرح آپس میں دوڑ لگانا، کشتی کا مقابلہ کرنا، پیرا کی سیکھنا ایسے کھیل ہیں جن کی اجازت خود احادیث سے ثابت ہے۔

اگر کوئی شخص کھیل کود اور تفریحات کی ضرورت محسوس کرتا ہو تو اسے خود ورزش ہو اس کی تندرستی ٹھیک ہو، مگر گھنٹوں ٹی.وی. کے سامنے میچ دیکھنے کے سوائے اس کے کہ انسان مزید سست و ناکارہ ہوجائے کیا حاصل ہوتا۔

اسی پر طرہ یہ کہ یہ ڈرامے اور کھیل اگر اوقات نماز میں نشر کیے جائیں نماز با جماعت کے فوت ہونے کا سبب بنتے ہیں، کون اس حقیقت سے انکار کرسکتا ہے کہ مقبول ترین ڈرامے عام طور پر جس وقت نشر کیے جاتے ہیں، اس وقت بالعموم عشاء کی نماز کا وقت ہوتا ہے، بتائیے کون سے عالم اور مولوی صاحب

ایسے ہیں جو ڈراموں اور کھیلوں میں لگ کر نماز باجماعت ترک کردینے کی رخصت عنایت فرماتے ہوں؟ ظاہر بات ہے کہ جب نمازیں چھوڑ چھوڑ کر ان لغویات میں لگا جائے گا تو خدا کی رحمت کی امید رکھنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

وقت کا ضیاع

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بہت تھوڑے وقت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور ہر انسان ایک مختصری زندگی لے کر آتا ہے اس زندگی میں جتنا وقت وقت وہ اللہ کی عبادت اور اس کی فرمانبرداری میں گذارے بہتر ہے، اپنے وقت کی قیمتی دولت کو لغو اور فضول مشاغل میں برباد کرنا بڑی بدنصیبی کی بات ہے، ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة و الفراغ" (البخاري) (دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکہ میں مبتلا ہیں۔ایک تندرستی دوسری فراغت)

حقیقت یہ ہے کہ تندرستی اور فراغت دونوں ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی کبھی اچانک چھین لی جاتی ہے تب انسان کو ان کی قدر معلوم ہوتی ہے ایک دوسری حدیث میں اسی سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے مزید وضاحت سے ارشاد فرمایا: "اغتنم خمسا خمس شبابك قبل هرمك و صحتك قبل سقمك و غناك قبل فقرك و فراغك قبل شغلك و حيوتك قبل موتك" (ترمذي) (پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، فقر و افلاس سے پہلے مالداری کو، تفکرات میں پھنسنے سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو)۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان کا اصل سرمایہ اور مال اس کا وقت ہے اور یہ دنیا درحقیقت آخرت کی کھیتی ہی ہے چنانچہ جو شخص اپنے اس سرمائے کو صحیح استعمال کرے گا وہ فائدہ میں رہے گا اور جو اسے فضول برباد کرے گا وہ گھاٹے اور نقصان میں رہے گا چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من قعد مقعدا لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة و من اضطجع مضجعاً لا يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة" (سنن ابي داؤد) (جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ کو یاد نہ کرے تو اس کی یہ نشست بڑی حسرت اور خسران کا سبب ہوگی اور اسی طرح کوئی شخص لیٹے اور اس میں اللہ کو یاد نہ کرے تو یہ لیٹنا اس لیے بڑی حسرت اور نقصان کا سبب ہوگا)۔

اس کے علاوہ بعض دوسری احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ آخرت میں اہل جنت اگر کسی بات پر افسوس کریں گے تو وہ افسوس صرف ان لمحات پر ہوگا جو انہوں نے دنیا میں اس طرح گذارے ہوں گے کہ ان میں اللہ کی یاد نہ کیا ہوگا۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ دنیا میں اللہ کی فرمانبرداری کرنے اور یاد الٰہی میں مشغول ہونے کے بجائے اگر وقت کو فضول اور بے کار کاموں میں صرف کیا جائے تو کیا خدا کے یہاں جواب دہی سے بچا جاسکے گا؟ بالخصوص ان تفریحات سے شغل کرنے میں جن حرام کاموں کا ارتکاب ہوتا ہے، کیا آخرت میں اس کی سزا معاف کردی جائے گی، ظاہر ہے کہ نہیں، لہٰذا بہتر طریقہ اور سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ ان ملاہی اور ملاعب سے بچا جائے اور اپنے (اوقات) کو دینی کاموں اور یاد الٰہی میں صرف کیا جائے۔ (بشکریہ البلاغ، کراچی)

بقیہ: حج حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کی یادگار

.... اسی طرح حج کی عبادت اپنے نفس کی قربانی، خواہشات کی قربانی، جان و مال کی قربانی کی یادگار ہے جو ہر سال مکہ میں ظاہری شکل میں عمل میں لائی جاتی ہے، اس سے دین وایمان میں ترقی ہوتی ہے، اس کا مقصود اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے یہی حج کا مقصد ہے یہی حج کا پیغام ہے، اور اللہ نے یہ صرف استطاعت والوں پر فرض کیا ہے جس کے پاس بدنی ومالی طاقت ہو اسی کیلیے ضروری ہے باقی حضرات اپنی زندگی میں اپنے رب کے لیے جان و مال کی قربانی کا جذبہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ یہ سنت ابراہیمی سب کے دلوں میں زندہ رہے۔

قیامت کی چند نشانیاں

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک کرنا

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت جلد ایسا وقت آئے گا کہ نیک لوگ اٹھا لیئے جائیں گے اور صرف برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے، وعدہ اور امانت خلط ملط ہو جائیں گے (یعنی ان کی پرواہ نہیں کی جائے گی) لوگ بالکل بگڑ جائیں گے، اچھے اور برے لوگ آپس میں یوں گھل مل جائیں گے'' آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ''اگر ایسا وقت ہم پر آجائے تو ہم کیا کریں؟''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جسے نیکی سمجھو اس پر عمل کرنا، جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دینا، اور اس وقت اپنے قابل اعتماد لوگوں کے پاس چلے آنا اور دوسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا'' (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب لوگ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کردیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل کرے گا، پھر وہ دعا مانگیں گے تو دعا قبول نہیں ہوگی'' (ترمذی)

علم کا مٹ جانا

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہیں: (۱) علم اٹھ جائے گا، (۲) جہالت چھا جائے گی، (۳) زنا عام ہوگا، (۴) شراب نوشی عام ہوگی، (۵) مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی حتیٰ کہ پچاس پچاس عورتوں کے لیے ایک مرد نگراں ہوگا''۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم دین کا اٹھ جانا، جہالت کا پھیل جانا، شراب پیا جانا، اور کھلم کھلا زنا ہونا، قیامت کی نشانیوں میں سے ہے''۔ (مسلم)

برکت کا اٹھ جانا

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر بارش بہت زیادہ ہوگی، لیکن زمین کوئی چیز نہیں اگائے گی''۔ (احمد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قحط یہ نہیں کہ تم پر بارش نہ برسے بلکہ قحط یہ ہے کہ بارش خوب برسے لیکن زمین کوئی چیز نہ اُگائے''۔ (مسلم)

دین کو دنیا کے بدلہ میں بیچنا

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے شب تاریک کے ٹکڑوں کی مانند فتنے ظاہر ہوں گے، ایک آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا، شام کے وقت مومن ہوگا اور صبح کے وقت کافر ہوگا، لوگ اپنا دین اور ایمان دنیا کی دولت کے بدلے بیچ ڈالیں گے''۔ (ترمذی)

حلال و حرام میں فرق کا ختم ہوجانا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال حرام طریقے سے کمایا یا حلال طریقے سے''۔ (بخاری)

عالی شان مساجد کی تعمیر اور اس پر فخر

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ لوگ مساجد کے معاملے میں ایک دوسرے پر فخر جتلائیں گے''۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ قیامت کی علامت ہے کہ آدمی مسجد سے گزرے گا لیکن دو رکعت نماز ادا نہیں کرے گا اور سلام صرف اسے کہے گا جسے وہ پہچانتا ہے''۔ (طبرانی)

آپ کے دینی سوالات اور ان کے جوابات

(آپ اپنے دینی سوالات ہماری ویب سائٹ پر بھی پوچھ سکتے ہیں) www.abulhasanalinadwi.org

مرید ہونا

سوال: مرید ہونے کا کیا مطلب ہے؟ (محمد اویس، کراچی)

جواب: مرید ہونے کا مطلب اپنے معاملات اور حالات میں کسی بزرگ اللہ والے کو امیر بنانا ہے، تاکہ آدمی نفس کا غلام نہ بنے، اللہ کا مخلص بندہ اور مطیع وفرمابردار بن کر رہے، اس لیے پیر کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے اور اگر پیر کے اندر شرک و بدعت اور کھلی معصیت سامنے آئے اور وہ اس سے توبہ نہ کرے تو پھر اس سے ارادت ختم کرلی جائے گی۔

لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نماز

سوال: کیا پانچ وقت کی نماز کے لیے Loud Speaker استعمال کرسکتے ہیں، جب کہ مسجد کے باہر آواز جاتی ہے تو عوام کو تکلیف ہوتی ہے؟ (شوکت علی عطار، بیجاپور)

جواب: لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس پر فقہاء کا اتفاق ہے، البتہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز ایسی ہو کہ وہ مسجد کے احاطہ کے باہر نہ جانے پائے، اگر آواز باہر جاتی ہے اور اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے تو ایسی صورت میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کسی دینی غرض سے نہیں ہے، بلکہ ایک سہولت کے لیے ہے، اور اگر اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہو تو اس کا استعمال صحیح نہیں ہے، کیونکہ کسی کو تکلیف پہنچانا اسلام میں حرام ہے۔

ویڈیو گفتگو

سوال: GMAIL وغیرہ پر ویڈیو کے ذریعہ بات کرنا کیسا ہے؟ (رفیق، غازی آباد)

جواب: چونکہ ویڈیو پر تصویر بھی آجاتی ہے اس لیے ایسے شخص سے بات کرنا درست ہے جس کو دیکھنا درست ہے، مرد کا کسی نامحرم عورت سے بات کرنا یا عورت کا نامحرم مرد سے بات کرنا درست نہیں ہے۔

ملٹی لوڈ کا استعمال

سوال: ملٹی لوڈ (Multiload) جس سے منی اگلے پانچ سال تک بچہ کی شکل میں نہیں بدلتی ہے، کیا یہ لگوانا جائز ہے؟ (محمد افضل، فرید آباد، ہریانہ)

جواب: عام حالات میں ملٹی لوڈ جائز نہیں البتہ درج ذیل حالات میں ملٹی لوڈ یا کوئی دوسری مانع حمل تدابیر کا اختیار کرنا جائز ہے: (۱) ماں کے حاملہ ہونے کی صورت میں جو بچہ پہلے سے موجود ہے اس کی پرورش، رضاعت اور نشو ونما پر نقصان کا خطرہ ہو۔ (۲) عورت بہت کمزور ہو اور ماہر اطباء کی رائے میں وہ حمل کی متحمل نہ ہوسکتی ہو اور حمل ہونے سے اسے ضرر شدید لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہو (۳) ماہر اطباء کی رائے میں عورت کو ولادت کی صورت میں ناقابل برداشت تکلیفوں اور ضرر میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو۔

غلطی سے سجدہ سہو کرنے کا حکم

سوال: اگر کسی نے غلطی سے سجدہ سہو کرلیا تو نماز لوٹانی پڑے گی یا نہیں؟ (عادل وسیم)

جواب: بلاضرورت سجدہ سہو نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر غلطی سے کسی نے کرلیا تو بھی نماز ہوجائے گی، لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

زم زم کا پانی کھڑے ہوکر پینا

سوال: کیا زم زم کا پانی کھڑے ہوکر پینا چاہیے؟ کیا اس کی کوئی حدیث ہے یا صحابہ کا قول ہے؟ (ذیشان، دہلی)

جواب: زم زم کا پانی کھڑے ہوکر پینا سنت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے زم زم کا پانی کھڑے ہوکر پیا ہے، حدیث ہے: "عن ابن عباس: أن النبي ﷺ شرب دلواً من ماء زمزم قائماً"

(صحیح ابن خزیمۃ ۲۹۴۵)

سودھر حال میں حرام ہے

سوال: آج کل مہنگائی ہوگئی ہے، ایسی حالت میں سود کا کوئی جواز ہے؟ (محمد عاصم، غازی آباد)

جواب: مہنگائی چاہے جتنی ہو سود کا کوئی جواز نہیں۔

مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی-ایک لمحہ فکریہ

محمد نفیس خاں ندوی

آج مسلم معاشرہ میں وہ ساری برائیاں ڈھٹائی کے ساتھ رواج پارہی ہیں جن کو کل تک ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، شادی بیاہ میں خرافات اور حد سے زیادہ اسراف، جہیز کا مطالبہ اور پھر دلہنوں کو زدوکوب کرنا ایک عام سے بات بن گئی ہے، کتنی ہی عرضیاں آپ کو مسجدوں اور عدالتوں میں ایسی ملیں گی جو طلاق یا خلع کے لی دی گئی ہوں، لڑکوں اور لڑکیوں کے ناجائز تعلقات، بلکہ غیر مسلموں میں شادی رچانے کا اوسط حیران کن حد تک بڑھ رہا ہے، نوجوانوں میں شراب کی بڑھتی ہوئی لت سے پورا معاشرہ متعفن ہورہا ہے، مادیت کی ایک ریس ہے جس میں آگے بڑھنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے اپنائے جارہے ہیں حتی کہ ایمان تک کا سودا ہورہا ہے، مختصر لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلم معاشرہ کسی بھی رخ سے ''مسلم معاشرہ'' کہلانے کا مستحق نہیں بچا، بلکہ اس کے ذریعہ سے دنیا کے سامنے اسلامی تعلیمات کی غلط تصویر سامنے آرہی ہے۔

سوال یہ اٹھتا ہے کہ مسلم معاشرہ کی صورت حال اس قدر سنگین کیوں ہے، جس امت کو ''خیر امم'' کا خطاب ملا تھا اس کے ''خیر'' کا بنیادی عنصر کیوں ختم ہوگیا؟ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ مسلم قیادت اور مسلم معاشرہ نے اپنی آنے والی نسل کی تعلیم کی فکر کو یکسر فراموش کردیا ہے، جس کے نتیجہ میں نوجوانوں کی اکثریت بد دین وبدکردار اور پھر بے روزگار اور بے حیثیت ہوتی جارہی ہے، سچر کمیٹی کی رپورٹ نے مسلم معاشرہ کی صحیح تصویر پیش کی ہے کہ اس وقت صرف تیس فیصد مسلمان بچے اسکولی تعلیم سے جڑے ہوئے ہیں اور ان کی اکثریت بھی نااہل اور ملی درد سے ناآشنا اساتذہ کے ہاتھوں کھلواڑ بنی ہے، جبکہ ستر فیصد بچے یہ تک نہیں جانتے کہ اسکول کہتے کسے ہیں! اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ جس قوم میں صرف تیس فیصد تعلیم ہو وہ بھی ناقابل اطمنان اور جبکہ ستر فیصد اسکول سے واقف ہی نہیں تو ایسی قوم کا مستقبل کیا ہوگا؟! اس کے باوجود ہماری خوش فہمی بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم اس صدی کو ''اسلامی صدی'' بنا کر رہیں گے۔

باتوں سے بھی بدلی ہے کسی قوم کی تقدیر
جگنو کے چمکنے سے اندھیرے نہیں جاتے

جس صدی میں ہم سانسیں لے رہے ہیں وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی صدی کہلاتی ہے، آج جس قوم اور جس ملک کے پاس جتنا علم ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی کی جتنی کثرت ہے وہ اتنا ہی خوشحال اور مضبوط ہے، اس کو سمجھنے کے لیے شاید یہودیوں کی مثال دینا کافی ہوگا جن کو ایک طویل عرصہ تک اپنے کرتوتوں کی پاداش میں دربدر بھٹکنا پڑا، وہ کبھی اس ملک میں تو کبھی دوسرے ملک میں پناہ لیتے رہے، ذلت ومسکنت کی لعنت میں وہ صدیاں گذارتے رہے لیکن ان حالات میں بھی انھوں نے علم دوستی کو ہاتھ سے جانے نہ دیا، تخریب عالم کی خاطر اپنے علوم کے ساتھ دنیا کی دوسری اقوام وملل کے علوم میں بھی انھوں نے مہارت پیدا کی، اور اسی کا ثبوت ہے کہ 105 سالوں میں انھوں نے 180 نوبل انعام حاصل کیے جبکہ مسلمانوں میں صرف 3 ہی اس کے حقدار بن سکے، جبکہ آبادی کے لحاظ سے ایک یہودی کے مقابل سو مسلمان ضرور ہوں گے۔

جبکہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ انسانیت کو نفع پہنچانے والا کوئی بھی علم اور فن ایسا نہیں ہے جس کی ایجاد واشاعت اور اس کو کمال تک پہنچانے میں مسلمانوں نے اپنی قربانیاں نہ پیش کی ہوں، وہ علم خواہ آثار قدیمہ کا ہو یا ارضیات کا، فلکیات کا ہو یا فضاؤں اور خلاؤں کا، تاریخ کا ہو یا جغرافیہ کا، زمین کی مسافتوں کا ہو یا کوہ

پیمائی وصحرا نوردی کا، سارے علوم کی تحقیقات اوران کی توسیعات میں مسلمانوں کا نا قابل انکار وزن رہا ہے، اورآج جدید سائنس کے عنوان سے جو بالکل نئی نئی دریافتیں ہیں ان کے علاوہ کوئی میدان ایسا نہیں ہے جس میں اہل یورپ مسلمانوں کے خوشہ چیں اوران کے دست گرفتہ نہ ہوں۔

آج یورپ کو ہر میدان میں امامت وقیادت کا درجہ حاصل ہے، خاص کر طب کے میدان میں اس کی اختراعات محیر العقول ہیں، اس کی جدید تحقیقات نے پوری نسل انسانی کو اپنا مرہون منت بنا رکھا ہے، لیکن شاید مسلمانوں کو بھی نہیں معلوم کہ آج یورپ وامریکہ کے پاس جو علمی ذخیرہ ہے وہ سب مسلمانوں کی کاوشوں کا نتیجہ اوران کی محنتوں کا نچوڑ ہے، ان کو یہ دولت صرف اور صرف مسلمانوں سے ہی حاصل ہوئی ہے ورنہ یورپ کا دور ماضی خاص کر اس کا عہد وسطی (Dark Ages) اس قدر تاریک اور گھناؤنا تھا کہ وہ خود اس کے تذکرے سے اعراض کرتے ہیں اور اپنے لیے باعث ننگ وعار سمجھتے ہیں، تاریخی شہادتیں موجود ہیں کہ مغربی اطباء کو نفسیاتی بیماریوں کی شد بد بھی نہ تھی، اگر کوئی کسی نفسیاتی بیماری کا شکار ہوتا تو ان کے لیے یہ بیماری نا قابل فہم تھی، وہ ایسے شخص کو تاریک کمروں میں بند کردیتے اور اناب شناب منتروں کا ورد شروع کردیتے، اس پر سختیاں کی جاتیں، اور اس کسی بری آتما کا اثر سمجھا جاتا، لیکن جب وہی مریض کسی اسلامی ملک لایا جاتا تو اس کا اچھی طرح سے نفسیاتی طور پر مکمل علاج کیا جاتا تھا۔

پانچویں صدی تک علوم وفنون کے میدان میں مسلمانوں کو ہی سرپرستی حاصل تھی، اسلام کی حقانیت اور علوم قرآن کی صداقت آشکار ہوتی جارہی تھی کہ یورپ سے مرعوبیت کے نتیجہ میں مسلمانوں میں قدیم وجدید کا فتنہ سامنے آگیا، اس فتنہ میں مسلمانوں کا علمی اتحاد بھی پاش پاش ہوگیا، جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا علمی قافلہ دو جماعتوں میں منقسم ہوگیا، ایک کے ہاتھوں میں دینی علوم کا پرچم آیا اور اس کے حاصل کرنے والے کامیاب اور جنت کے راہی قرار دیے گئے، مچھلیوں اور چیونٹیوں کی دعائیں انہیں کے سایہ فگن رہیں، اور دوسرے نے دینی دنیوی علوم کی کمان سنبھال لی، اس کے حاصل کرنے والے دنیا کے حریص، مادہ پرست اور بے دین قرار دیے گئے، اس طرح علوم اسلامی کے طالب علم دو حصوں میں بٹ گئے، اور ایک دوسرے کے حریف اور صف آرا ہوگئے، ایک دوسرے کو حسرت وندامت کی نظروں سے دیکھا جانے لگا، مدارس جو کبھی قدیم وجدید کا سنگم تھے، وہ دو دھاروں میں منقسم ہوگئے، عصری درسگاہوں میں دینی تعلیم ممنوع قرار دیدی گئی اور مدارس میں عصری علوم کے داخلہ پر پابندی عائد کردی گئی، اس طرح مسلمانوں میں تحقیقی ونظریاتی زوال زوال کا آغاز ہوا اور ان کی تحقیقی اور اختراعی صلاحیتیں زنگ آلود ہونے لگیں اور اسلام کے مضبوط قلعوں میں شگافیں پڑ گئیں۔

مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی بے برکتی نے انھیں ہر میدان میں کمزور اور پسپا کردیا، وہ قدیم وجدید کی بحث میں ایسے الجھے کہ نہ قدیم کی فکر رہی اور نہ جدید کا خیال رہا، اوران کے دشمنوں نے ان کو ہر طرح کی تعلیم سے ہی غافل کردیا، جس کا نتیجہ ہے کہ آج وہ ہر محاذ پر کاسۂ گدائی لیے کھڑے ہیں۔

اس وقت مسلمانوں کے پاس وسائل یا ذرائع کی کمی نہیں ہے، اگر کمی ہے تو ان وسائل کے صحیح اور برمحل استعمال کی، آج مسلمان لاکھوں نہیں کروڑوں روپے بے جا رسم ورواج، مذہب کے نام پر غلط سلط تقریبات اور بے مقصد جلسے جلوس پر لگا رہے ہیں، اگر انھیں ملت کی تعمیر میں لگایا جائے تو پھر ملت کے مسائل خود بخود حل ہوجائیں گے، اور تعمیر ملت کی خشت اول صرف اور صرف تعلیم ہے۔

مسلمانوں میں تعلیمی بیداری کے لیے ضروری ہے کہ علمائے امت، قائدین ملت اور دانشوران قوم جماعت ومسلک کے اختلافات سے اٹھ کر صرف امت کے مستقبل کی فکر کریں، تعلیم کی اہمت وافادیت سے قوم کو روشناس کرائیں اور ان کے درمیان تعلیم کو رواج دے کر ان کی تعلیمی پسماندگی دور کرنے کی کوشش کریں تا کہ یہ امت صحیح معنوں میں "امت خیر" بن سکے، لیکن اس کے لیے گاؤں گاؤں مہم چلانے، اور میدان عمل میں قدم رکھنے کی ضرورت ہے ورنہ یہ ساری تحریریں صرف کتابوں کی زینت بن کر رہ جائیں گی۔

پاک دینے پاک بینے خوشتر از ہر خوشترے

خاک کا یہ ذرہ ذکر مہ وشاں کیسے کرے
عشق کے راز نہاں کو وہ عیاں کیسے کرے
مدح آقا کی گدائے بے نشاں کیسے کرے
مشک سے دھوئے زباں کو پھر بیاں ایسے کرے
"کشت بے تیغم بغشوہ" ترک نازک پیکرے
خوش بیانے مہربانے جان جانے دل برے

اختر تاباں کہوں یا پھر مہ کامل تجھے
میں کہوں کون ومکاں کی جاں یا پھر دل تجھے
میں سمجھتا ہوں نشانِ جادہ ومنزل تجھے
دل کھنچیں بے ساختہ وہ ہے کشش حاصل تجھے
نازنینے، مہ جبینے دل کشے یا دل کشے
جاں گدازے دل نوازے گوہرے یا اخترے

نعت کہتا ہوں تری آقائے من شاہ زمن
نام پیارا کتنا تیرا پاک تن پاکیزہ من
خندہ رو، روشن جبیں، غنچہ دہن شیریں سخن
نکہتِ زلفِ معنبر پر فدا مشک ختن
یاسمن رشک سمن، جان چمن یا جان من
آشنائے دلربائے خود نمائے خود سرے

کوچۂ جاناں گئے تو بن کے دیوانا گئے
بادۂ عشق ومحبت پی کے مستانا گئے
صبر آیا جب نہ ہم کو پھر تو روزانا گئے
نعت یہ پڑھتے ہوئے بے اختیارانا گئے
شادۂ آزادۂ مستانۂ جانانۂ
مست چشمے دیر بخشے طرفہ زیبا منظرے

تو ہے بحرِ بیکراں اور میں ذرا سی آبجو
اے سراپا نور تو ہے دو جہاں کی آبرو
مرحبا صلِّ علیٰ جان جہان رنگ و بو
قیصریت تیری آمد سے ہوئی ہے زرد رو
کفر سوزے دل فروزے خوب رو آہستہ خو
پاک دینے پاک بینے خوشتر از ہر خوشترے

اے سراپا خلق تیری ذات ہے ہر دلعزیز
تیرے صدقے میں خدانے دی ہمیں عقل وتمیز
تیرے در کی خاک ہی سرمہ بنانے کی ہے چیز
توڑنا دم تیرے در پر جان ودل سے ہے عزیز
بے قرارم اشک بارم سخت زارم اے عزیز
دل برد جاں آورد ہر دم بطرز دیگرے

مولانا محمد ثانی حسنیؒ

R.N.I. No.
UPURD/2009/28748

Monthly **Payam-e-Arafat** Raebareli

Postal Reg. No.
RBL/NP - 09

VOLUME 4

OCTOBER 2012

ISSUE 10

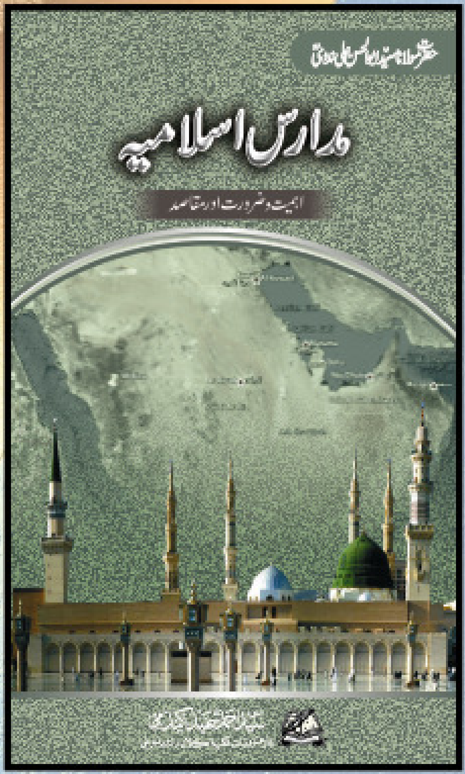

رابطہ کریں:
سید احمد شہید اکیڈمی
دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی
Mob: 9918385097

Designed by Mohammad Makky Hasani Nadwi

Editor: Bilal Abdul Hai Hasani Nadwi

MARKAZUL IMAM ABIL HASAN AL-NADWI

Dare Arafat, Takiya Kalan, Raebareli, U.P.
Mobile: 9918385097, 9918818558
E-Mail: markazulimam@gmail.com
www.abulhasanalinadwi.org

Printed & Published by: Mohammad Hasan Nadwi
On Behalf of: Markazul Imam Abil Hasan Al-Nadwi
Printed at S.A. Offset Printers, Masjid ke peeche,Phatak Abdullah Khan, Sabzi Mandi, Station Road, Raebareli, U.P.